السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک جماعت اسلامی سے وابستہ عالم دین لکھتے ہیں:

کتاب ''سنت رسول،، مصنفہ شیخ مصطفی السباعی مترجمہ غلام علی کا ایک مقام، باربار ذہن میں کھٹک رہا ہے۔ بعض قریبی علماء سے دریافت کیا گیا مگر تسکین نہ ہوئی۔

موصوف ''متفرق علوم حدیث،، حدیث کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں: ''سنت کو علم روایت محافظت اور اس کے اصول ورماخذ کے متعلق علوم کی متعدد اقسام ہیں۔ حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب ''معرفة علوم الحدیث،، ایسے باون 52 گنائے ہیں،،۔

ان میں سے چند کا ذکر شیخ موصوف نے اپنی اس کتاب ''سنت رسول،، میں کیا ہے۔ جس میں نمبر 5 ''حدیث صحیح سقیم کی عام معرفت،، ہے، اس عنوان کی تشریع کرتے ہوئے حضرت ابن عمر کی روایت ''صلوة اللیل وانہار مثنی مثنی،، (مرعاة المفاتیح 4 256 257) امثال میں پیش کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''حاکم نے اس حدیث کے لیے ضروری ہے اور اس کے علم کی تحصیل کے لیے اسناد کے بل پر نہیں پہچانی جاتی۔ بلکہ حدیث کا فہم، حفظ اور کثرت سماع بھی اس کے لیے ضروری ہے اور اس قسم کے علم کی تحصیل کے لیے سب سے زیادہ مفید چیز اہل علم وفہم سے مذاکرہ ہے۔

عرض یہ ہے کہ وہ احادیث جو صیحین کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہیں۔ خواہ وہ صحیح الاسناد ہوں ان کی جانچ اور پرکھ بہت ضروری ہے۔ حاکم کو قول بالخصوص خط کشیدہ عبارۃ مسلک اہل حدیث کے خلاف تو نہیں ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کتاب ''سنت رسول،، سے آپ نے امام حاکم کا جو قول نقل کیا ہے وہ مسلک اہل حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ اس لیے اس کا حاصل مطلب صرف اس قدر ہے کہ کسی حدیث کے راویوں کے ثقہ ہونے سے اس کا صحیح (1) ہونا لازم نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ علل خفیہ قادحہ فی الصحۃ اور شذوذ وغیرہ لگا دیتا ہے، لیکن ایک ماہر فن جو کثیر الحفظ والسماع والمعرفۃ والاطلاع اور دقیق الفہم ہوتا ہے، اس حدیث کی سند یا متن میں کسی پوشیدہ علت پر اطلاع پانے کی وجہ سے اس کے معلول ہونے کا حکم لگاتا ہے۔ اور حدیث غیر صحیح قرار پاتی ہے۔

حافظ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

''صحۃ الإسناد یتوقف علی ثقۃ الرجال، ولو فرض ثقۃ الرجال، لم یلزم منه صحۃ الحدیث، حتی ینتفی منه الشذوذ والعلۃ،، (نصب الرایۃ 1/347).

اور حافظ عراقی فرماتے ہیں: ''قد یصح الاسناد لثقۃ رجاله، ولا یصح الحدیث الشذوذ أو علۃ،، (فتح المغیث ..)

اور حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ''لا یلزم من کون رجال الحدیث ثقات أن یکون صحیحا،، (تلخیص ص: 239).

اور حضرة الشیخ مولانا مبارک پوری فرماتے ہیں:

''أما قول الهیثمی رجاله ثقات، فلا یدل علی صحۃ الحدیث، لاحتمال أن یکون فیه مختلط، ورواه عنه صاحبه بعد اختلاطه، أو یکون فیهم من لم یدرک من رواه عنه، أو یکون فیه علۃ أو شذوذ،، (تحفۃ 1/190).

امام حاکم کی پیش کردہ مثال حدیث ابن عمر ''صلاۃ اللیل والمنهار مثنی مثنی،، کو دیکھئے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس لحاظ سے یہ پوری مرفوع حدیث بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے، لیکن اکثر ائمہ نے جن میں امام حاکم بھی ہیں اسکو معلول بتایا ہے اور کہا ہے کہ اس میں ''النھار،، کی زیادتی صحیح نہیں۔ اگرچہ اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ''بِأَنَّ أَكْثَرَ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ أَعَلُّوا هٰذِهِ الزِّيَادَةَ وَهِيَ قَوْلُهُ وَالنَّهَارِ بِأَنَّ الْحفاظ من أَصْحَاب بن عُمَرَ لَمْ يَذْكُرُوهَا عَنْهُ وَحَكَمَ النَّسَائِيُّ عَلَى رَاوِيهَا بِأَنَّهُ أَخْطَأَ فِيهَا وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِين من عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ (الراوي عن ابن عمر) حَتَّى أَقْبَلَ مِنْهُ،، (فتح الباري 2/479).

اور بھی لکھتے ہیں: ''رَوَى بن وهب بِإِسْنَاد قوي عَن بن عُمَرَ قَالَ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى مَوْقُوف أخرجه بن عَبْدِ الْبَرِّ مِنْ طَرِيقِهِ فَلَعَلَّ الْأَزْدِيَّ اخْتَلَطَ عَلَيْهِ الْمَوْقُوفُ بِالْمَرْفُوعِ فَلَا تَكُونُ هٰذِهِ الزِّيَادَةُ صَحِيحَةً عَلَى طَرِيقَةِ مَنْ يَشْتَرِطُ فِي الصَّحِيحِ أَنْ لَا يكون شاذا،، انتهی (2/479).

غیر صیحین کی وہ احادیث جن اسانید، ثقاہت رجال کی وجہ سے بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہوں۔ لیکن کسی امام فن سے ان کی تصحیح یا تحسین منقول ومنصوص نہ ہو، ایک صاحب اہلیت محدث کے لیے ضروری ہے ان کو جانچ اور پرکھ کر

اور یہ تحقیق کرے کہ انھیں کوئی علت تو نہیں ہے؟ جب ہر طرح اطمینان ہو جائے تو ان کے صحیح یا حسن ہونے کا حکم لگائے۔

امام حاکم کے قول کا ہم نے جو یہ مطلب بیان کیا ہے۔ اس کی تائید خود ان کی اصل عربی عبارت سے، و نیز دوسری کتب اصول حدیث سے ہوتی ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ یہ عبارت پیش کی جائیں یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امام حاکم نے ''معرفۃ الصحیح والسقیم،، کی نوع کو ''معرفۃ علل الحدیث،، سے الگ علیحدہ نوع قرار دیا ہے۔ چنانچہ ''ذکر النوع السابع والعشرین،، کے ماتحت لکھتے ہیں:

''ہذا النوع منہ معرفۃ علل الحدیث، وہو علم برأسہ، غیر الصحیح والسقیم والجرح والتعدیل،، (علوم الحدیث ص: 112).

لیکن ہمارے خیال میں یہ تفریق صحیح نہیں معلوم ہوتی ہے۔ خود ان کی آگے کا یہ عبارت: ''وعلۃ الحدیث یکثر فی أحادیث الثقات، أن یحدثوا بحدیث لہ علۃ، فیخفی علیہم علمہ، فیصیر الحدیث معلولاً، والحجۃ فیہ عندنا الحفظ والفہم والمعرفۃ لا غیر،، علوم الحدیث:).

اس امر پر صاف طور پر دلالت کرتی ہے کہ دونوں نوع میں (معرفت صحیح و سقیم اور معرفت علل حدیث) باعتبار مآل و مقصد کے ایک ہیں۔ حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں: ''معرفۃ علل الحدیث من أجل علوم الحدیث وأدقہا وأشرفہا، وإنما یطلع بذلک أہل الحفظ والخبرۃ والفہم الثاقب، وہی عبارۃ عن أسباب خفیۃ غامضۃ قادحۃ فیہ، فالحدیث المعلل: ہو الحدیث الذي اطلع فیہ علی علۃ تقدح فی صحتہ، مع أن الظاہر السلامۃ منہا، و یتطرق ذلک الی الإسناد الذي رجالہ ثقات الجامع شروط الصحۃ من حیث الظاہر،، (مقدمۃ ابن الصلاح مع شرحہ التقیید والایضاح ص: 115).

یہ عبارت واضح دلیل ہے اس امر پر کہ ''معرفت علل حدیث،، ''معرفت صحیح و سقیم،، سے الگ نہیں ہے۔ بہر حال امام حا کے قول مسؤل عنہ کی تشریع میں ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہی اہل حدیث کا بھی مسلک ہے۔ اب امام حاکم کی اصل عربی عبارت پڑھیے جس کا ترجمہ آپ نے ''سنت رسول،، سے نقل کر کے استفسار کیا ہے۔ امام حاکم ''ذکر النوع التاسع عشر من علوم الحدیث،، کے زیر عنوان لکھتے ہیں: ''وہو معرفۃ الصحیح والسقیم، وہذا النوع من ہذہ العلوم، غیر الجرح والتعدیل الذي قدمنا ذکرہ، فرب اسناد یسلم من المجروحین، غیر مخرج فی الصحیح،، پھر اس کی مثال میں اپنی سند سے حدیث ابن عمر مرفوعاً ''صلاۃ اللیل والنہار مثنی مثنی،، روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''ہذا حدیث لیس فی اسنادہ إلا ثقۃ ثبت، وذکر النہار فیہ وہم، والکلام علیہ یطول،،.

پھر اس نوع کی دو مزید مثالیں ذکر فرماتے ہیں:

''ان الصحیح لا یعرف بروایتہ (اي بروایۃ الثقۃ) فقط، وإنما یعرف بالفہم والحفظ وکثرۃ السماع، ولیس لہذا النوع من العلم عون، أکثر من مذاکرۃ أہل الفہم والمعرفۃ، لیظہر ما یخفی من علۃ الحدیث، فإذا وجد مثل ہذا الأحادیث بالأسانید الصحیحۃ، غیر مخرجۃ فی کتابي الإمامین البخاري ومسلم، لزم صاحب الحدیث التنقیر (البحث والتفتیش) عن علتہ، ومذاکرۃ اہل المعرفۃ لتظہر علتہ،،. (معرفۃ علوم الحدیث ص 58 59 60

پوری عبارت غور سے پڑھ جائیے اس کلام کا اس کے سوا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ اور کیا یہ نوع معرفۃ علل حدیث سے الگ کوئی دوسری مستقل نوع ہو سکتی ہے؟

- حافظ سیوطی تدریب الراوی ص: 63 میں ''صحیح،، کی مشہور اصطلاحی تعریف: ''ما اتصل إسنادہ بالعدول الضابطین من غیر شذوذ ولا علۃ،، کی قیود کے فوائد اور اس تعریف پر وارد کردہ منافشات اور بعض دیگر متعلقہ امور ذکر کرنے کے بعد ''فائدہ،، کے تحت لکھتے ہیں: بَقِيَ لِلصَّحِیحِ شُرُوطٌ (متداول نسخوں میں ''بقی للصحیح شروط،، ہے (فواز) مُخْتَلَفٌ فِیہَا: مِنْہَا مَا ذَکَرَہُ الْحَاکِمُ مِنْ عُلُومِ الْحَدِیثِ: أَنْ یَکُونَ رَاوِیہِ مَشْہُورًا بِالطَّلَبِ، وَلَیْسَ مُرَادُہُ الشُّہْرَۃَ الْمُخْرِجَۃَ عَنِ الْجَہَالَۃِ، بَلْ قَدْرٌ زَائِدٌ عَلَی ذَلِکَ قَالَ عَبْدُ الرحمن بْنُ عَوْنٍ: لَا یُؤْخَذُ الْعِلْمُ إِلَّا عَلَی مَنْ شُہِدَ لَہُ بِالطَّلَبِ قال شیخ الإسلام (الحافظ ابن حجر): ویمکن أن یقال اشتراط الضبط یغنی عن ذلک، اذا المقصود الشہرۃ بالطلب، أن یکون لہ مزید اعتناء بالروایۃ لتر کن النفس الی کونہ ضبط ماروي، منہا ما ذکرہ السمعاني فی القواطع: أن الصحیح لا یعرف بروایۃ الثقات فقط، وإنما یعرف بالفہم والمعرفۃ وکثرۃ السماع والمذاکرۃ قال شیخ الإسلام: وہذا یؤخذ من اشتراط انتفاء کونہ معلولاً، لأن الإطلاع علی ذلک، إنما یحصل بما ذکر من الفہم والمذاکرۃ وغیرہما، منہا: أن بعضہم اشترط علمہ بمعانی الحدیث، حیث یروي بالمعنی، وہو شرط لا بد منہ، لکنہ داخل فی الضبط، ومنہا اشتراط البخاري أحد إلی أنہ شرط الصحیح بل للأصحیۃ (قلت: بل ہو شرط التزمہ البخاري لما أوردہ وقیل: إن ذلک لم یذہب أحد إلی أنہ شرط الصحیح بل للأصحیۃ (بل ہو شرط التزمہ البخاري لما أوردہ فی جامعہ الصحیح، لا للصحیح مطلقاً، کما ذہب الیہ الحافظ ابن کثیر فی اختصار علوم الحدیث) ومنہا: أن بعضہم اشتراط العدد فی الروایۃ کالشہادۃ،، إلی آخرما بسطا الکلام فی ہذہ الأخیر تدریب الراوي 71/69/70/1.

اور علامہ جزائری ''صحیح،، کی تعریف اور دیگر متعلقہ امور پر کلام و بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''وقد بقی للصحیح شروط قد اختلف فیہا، فمنہا ما ذکرہ الحاکم فی علوم الحدیث من کون الراوي مشہورا بالطلب........... ومنہا ثبوت التلاقی بین کل راو و من روي عنہ، وعدم الاکتفاء بالمعاصرۃ وامکان التلاقی بینہما ....، ومنہا ما ذکرہ السمعانی فی القوطع: وہو أن الصحیح لا یعرف بالثقاۃ فقط، وإنما یعرف بالفہم والمعرفۃ وکثرۃ السماع والمذاکرۃ، قال بعضہم (یعنی الحافظ ابن حجر): أن ہذا داخل فی اشتراط کونہ غیر معلول، لأن الإطلاع علی ذالک، إنما یحصل بما ذکر من الفہم والمعرفۃ وغیرہما،،. (توجیہ النظر للجزائری ص 73 74

دونوں کتابوں کی خط کشیدہ عبارات کو غور سے پڑھئے۔ حاکم کی عبارت میں اور سمعانی کی عبارت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں کا ماحصل اس کے سوا اور کیا ہے کہ صرف سند کے صحیح ہونے یعنی راویوں کے ثقہ ہونے سے حدیث صحت پہچانی جاتی ہے کثرۃ سماع، وسعت معرفۃ و اطلاع، ماہرین فن سے مذاکرہ اور کثرۃ حفظ طرق کی مدد سے جب تک اس حدیث کی سند یا متن سے شذوذ و غلت وغیرہ کے انتفاء کا ظن غالب نہ ہو جائے اس حدیث کی صحت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ لیکن جیسا کہ حافظ ابن حجر کے کلام میں گزر چکا ہے ''صحیح،، کی تعریف ہے ''انتفاء علت و شذوذ،، کی قیود و شرط کے بعد اس نئی مزید شرط یا معیار کے اضافہ کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

شاید حاکم کے کلام میں ''فہم،، کے لفظ سے آپ کا ذہن اس طرف گیا ہے کہ اس سے حدیث میں درایت سے کام لینے کو قائل نہیں ہیں۔ اس لیے حاکم کا یہ قول مسلک اہل حدیث کے خلاف ہے۔

اس کے متعلق نہایت اختصار کے ساتھ اس قدر عرض ہے کہ اس سے مراد اولاً: یہاں ''فہم،، سے درایت مصطلحہ مراد لینے میں کلام ہے۔

ثانیاً: یہ زعم و خیال کہ اہل حدیث تنقید حدیث میں صرف سند پر اعتماد کر لیتے ہیں اور مضمون حدیث کو نہیں دیکھتے اور تحقیق حدیث میں درایت سے کام لینے کے قائل نہیں ہیں۔ یکسر غلط اور الزام محض ہے۔ اس طرح یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ ائمہ متقدمین محدثین نے نقد احادیث میں عقل و فہم اور اصول درایت سے کام نہیں لیا ہے اور اس معاملہ میں فقط سند پر اعتماد کیا ہے۔ واقعہ اور حقیقت یہ ہے کہ عقل و فہم اور تفقہ و درایت کا جو مقام و مرتبہ ہے، محدثین نے نقد حدیث میں اس کا پورا پورا لحاظ رکھا ہے اور موجودہ علماء حدیث بھی اس کی پوری رعایت کرتے ہیں۔

قرآن کریم نے جب تمام دینی امور میں عقل و فہم اور تدبر و تفکر سے کام لینے کی ہدایت کی ہے، تو یہ دینی مسئلہ کیوں کر اس سے مستثنی ہو سکتا ہے، یہی وجہ ہے حضرت عمر، حضرت حفصہ، حضرت عائشہ، حضرت ابن عباس، و دیگر فقہاء صحابہ و تابعین نے اس بارے میں برابر درایت سے کام لیا۔ پھر فقہاء محدثین اپنے اپنے زمانوں میں اس کی پوری پوری رعایت کی، بلکہ بعض ائمہ حدیث نے اس کے اصول بھی، حضرت ابوایوب، حضرت ابن مسعود

منضبط فرمائے ۔ گوان میں سے بعض اصل مخدوش ہیں ملاحظہ ہو : فتح المغیث للسخاوي ، الموافقات للشاطبی ،تدریب الراوي للسیوطی (275/476/1) ، توجیہ النظر للجزائري ص : 82) ، الموضوعات للملاعلی القاري الهروي – ص : 92تا آخر کتاب

طاش کبری زادہ نے مفتاح السعادۃ 2 2 میں ''علم درایۃ الحدیث ،، کی یہ تعریف لکھی ہے : ''ہو علم یبحث فیہ المعنی المفہوم من الفاظ الحدیث ، وعن المعنی المراد منہا ، مبتیاءً علی قواعد العربیۃ وضوابط الشریعۃ ، ومطابقاً الأحوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ،، . ظاہر ہے اس درایت سے کون انکار کرسکتا ہے ۔ تحقیق حدیث میں سب سے پہلے اصول حدیث کی روشنی میں سند حدیث پر اعتماد کرنا ضروری ہے ، سند کی طرف سے اطمینان نہ ہو ، تو مضمون حدیث کو دیکھ کراس کے ذریعہ بھی حدیث کا درجہ معلوم کیا جاسکتا ہے ۔ مگراس کے لیے کچھ شرائط ہیں ، جن کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں ہے ۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو : قواعد التحدیث ص : 146تا ص 155

یہ جان لینا ضروری ہے کہ ہم احادیث نبویہ وآثار صحابہ کی تحقیق وتنقید میں ان اصول درایت سے کام لینے کوقائل نہیں ہے ، جن کو ابن خلدون نے تاریخی واقعات کی تحقیق کے لیے مرتب کیا ہے ، اوران سے کام لینے کو ضروری بتایا ہے ، لکھتے ہیں :

''لأن الأخبار إذا فیہا علی مجرد النقل ، ولم نحکم أصور العادۃ وقواعد السیاسۃ وطبیعۃ العمران والأحوال فی الإجتماع الأنسانی ، ولا قیس الغائب منہا بالشاہد والحاضر بالذاہب فربما لم یؤمن فیہا من العثور ومزلۃ القدم ، والحید عن جادۃ الصدق ،، (مقدمہ ابن خلدون ص : 6 نیز ملاحظہ ہو ص : 16)

اورنہ ہی ہم اس درایت کے قائل ہیں جس کو صاحب سیرۃ النعمان نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے :

،، درایت سے یہ مطلب ہے کہ جب کوئی واقعہ بیان کیا جائے تواس پر غور کیا جائے کہ وہ طبیعت انسانی کے اقتضاء ، زمانہ کی خصوصیتوں ، منسوب الیہ کے حالات اوردیگر قرائن عقلی کے ساتھ نسبت رکھتا ہے ''

ظاہر ہے خط کشیدہ عبارت والی درایت بالکل نیچریانہ درایت ہے ، جس سے کسی اہل حدیث کواتفاق نہیں ہوسکتا ، ہم اس درایت کو بھی قابل اعتناء نہیں سمجھتے جس کی روشنی میں متکلمین سیدہی اور آسان صحیح احادیث کی بھی عجیب وغریب تاَویل کرڈالتے تھے اوراگر کوئی تاویل نہیں کرسکتے تھے تواپنی عقول کے خلاف ہونے کی وجہ سے انہیں رد کردیتے ، بلکہ بعض بے باک قسم کے ان کا مذاق بھی اڑاتے ، ہمارے نزدیک یہ ان کے عقول وافہام کے وفساد کا نتیجہ اور غیر اسلامی علوم ومعارف سے تاَثر کا ثمرہ تھا ۔

ہم ان متنورین کی دریت کو بھی ناقابل التفات سمجھتے ہیں جو اس فن سے بالکل کورے ہیں ۔ اور مستشرقین کی آراء وتحقیقات سے مرعوب ہوکران پرایمان لاچکے ہیں ، اوران کے اعتراضات وہفوات کے جواب سے قاصر ہوکر قرآنی آیات میں معنوی تحریف اوراحادیث کی غلط تاَویل کرتے ہیں یا ان کورد کردیتے ہیں جیسے سرسید راحمد اوران کے ہم خیال نیچر پرست ۔

مولانا مودودی نے ''مسلک اعتدال ،، وغیرہ میں حدیث کی طنیت اورفقہاء کی درایت میں مہارت اورائمہ حدیث کے درایت وتفقہ سے بے تعلق رہنے کا دعوی کیا ہے اوراس کی تشریح میں جوکچھ لکھا ہے ۔ وہ بھی مسلک اہل حدیث کے خلاف ہے ۔ انہوں نے متاخرین حنفیہ کی باتوں کوایک نئے انداز اوراسلوب میں پش کردیا ہے اور بس ۔

محولہ عبارت درج ذیل ہے) :

''وقد کدنا أن نخرج عن الکتاب ، بالإطناب فی ہذہ المغالط فقد زلت أقدام کثیر من الأثبات والمؤرخین الحفاظ ، فی مثل ہذہ الاحادیث ولآراء وعلقت بأفکار ہم ، ونقلہا عنہم الکافۃ من فعفۃ النظر والغفلۃ عن القیاس ، وتلقوہا ہم أیضا ، کذلک من غیر بحث ولا روَیۃ ، واندرجت فی محفوظاتہم ، حتی صار فن التاریخ واہما مختلطا وناظرہ مرتبکا ، وعد من مناحی العامۃ ، فإذا یحتاج صاحب ہذا الفن ، الی العلم بقواعد السیاسۃ وطبائع الموجودات ، واختلاف الأمم والبقاع والاعصار فی السیر ، والاخلاق والعوائد والنحل والمذاہب وسائر الأحوال ، والإحاطۃ بالحاضر من ذلک ، ومماثلۃ ماینہ وما بین الغائب من الوفاق ، أو بون ما بینہما من الخلاف ، وتعلیل المتفق منہا والمختلف ، والقیام علی أصول الدول والملل ، ومبادي ظہور ہا اسباب حدوثہا ودواعی کونہا ، وأحوال القائمین بہا وأخبارہم ، حتی یکون مستوعبا لأسباب کل حادث ، واقفا علی أصول کل خبر ، وحینئذ یعرض خبر المنقول علی ما عندہ من القواعد والأصول ، فإن وافقہا وجري علی مقتضاہا ، کان صحیحا ، وألا زیفہ واستغنی عنہ .

وما ستکبر القدماء علم التاریخ إلا لذلک ، حتی انتحلہ الطبري والبخاري ، وابن اسحاق من قبلہما وامثالہم من علماء الامۃ ، وقد ذہل الکثیر عن ہذا السرفیۃ ، حتی صار انتحالہ مجہلۃ ، واستخف العوام ومن لا رسوخ لہ فی المعارف مطالعتہ وحملہ ، والخوض فیہ التطفل علیہ ، فاختلط المرعی بالہمل واللباب بالقشر والصادق بالکاذب وإلی اللہ عاقبۃ الامور .،،)

الحمد للہ کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی نے اس مضمون کی لاجواب تنقید کرکے اس کا تاروپود بکھیر دیا ہے ۔ ''مسلک اعتدال ،، کے ساتھ مولانا محمد اسماعیل صاحب کا جوابی مقالہ ضروردیکھنا چاہیئے کہ ''مسلک اعتدال ،، کے مضر اورغیر معتدل اثرات سے محفوظ رہا جاسکے ۔

آخر میں ہم علامہ جزائری کا وہ کلام ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں ۔ جس میں انہوں نے درایت سے کام لینے کے مسئلہ میں تین مسلک ذکر کئے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں :

''اعلم أن ہذہ المسئلۃ من أہم مسائل ہذہ الفن الجلیل الشأن ، والناظرون فی ہذا الموضع قد انقسموا الی ثلاث فرق .

الفرقۃ الأول : فرقۃ جعلت جل ہمہا النظر فی الإسناد ، فإذا وجدتہ متصلاً ، لیس فی اتصالہ شبہۃ ، ووجدت رجالہ ممن یوثق بہم ، حکمت بصحۃ الحدیث قبل امعان النظر فیہ ، حتی إن بعضہم یحکم بصحتہ ولو خالف حدیثا آخر ، رواتہ أرجح ، ویقول کل ذلک صحیح ، وربما قال : ہذا صحیح ، وہذا أصح ، وکثیراً ما یکون الجمع بینہما غیر ممکن ، وإذا توقف متوقف فی ذلک نسبہ إلی مخالفۃ السنن ، وربما سعی فی ایقاعہ فی محنۃ من المحن ، مع أن جہابذۃ ہذا الفن ، قد حکموا بأن حجۃ الإسناد لا تقتضی صحۃ المتن ، ولذلک قالوا ، لا یسوغ لمن رأي حدیثا لہ إسناد صحیح ، أن یحکم بصحتہ ، إلا أن یکون من أہل ہذا الشأن ، لأحتمال أن تکون لہ علۃ قادحۃ قد خفیت علیہ .،،

''الفرقۃ الثانیۃ : فرقۃ جعلت ہمہا النظر فی نفس الحدیث ، فإن رامتہا أمرہ حکمت بصحتہ ، واسندتہ إلی النبی علیہ الصلاۃ والسلام ، وإن کان فی إسنادہ مقال ، مع أن فی کثیر من الأحادیث الضعیفۃ بل الموضوعۃ ما ہو صحیح المعنی فصیح المبنی ، غیر أنہ لم تصح نسبتہ إلی النبی علیہ الصلاۃ والسلام ، وقال بعض الوضاعین : لا بأس إذا کان الکلام حسنا أن تضع لہ إسنادہ ، وحکی القرطبی عن بعض أہل الرأي أنہ قال : ما وافق القیاس الجلی ، یجوز أن یعزي إلی النبی علیہ الصلاۃ والسلام ، وان راعہم أمرہ لمخالفتہ لشئ مما یقولون بہ ، وإن کان مبنیا علی مجرد الظن ، بادروا الرد الحدیث والحکم بوضعہ وعدم صحۃ رفعہ ، وإن کان إسنادہ خالیا عن کل علۃ ، وإن ساعدہم الحال علی تأویلہ علی وجہ لا یخالف أہوائہم ، بادروا الی ذالک ، وہذہ الفرقۃ :

. ہم المعتزلۃ والمتکلمون الذین حذواحذوہم ، وقد نحانحا أناس من غیرہم نحوہم ، وقد طعنت الفرقۃ الاولی فی ہذہ الفرقۃ طعنا شدیداً وقابلتہم ، وہذہ الفرقۃ یمثل ذلک أوأشد

ونسبوا رواۃ ما أنکروہ من الأحادیث إلی الإختلاف الوضع ، مع الجہل بمقاصد الشرع ، وقد ذکر ابن قتیبۃ شیئامن ذلک فی مقدمۃ کتابہ ، الذي وضعہ فی تأویل مختلف الحدیث ، والجاملون اکتفوا بأن نسبوا الی الرواۃ الوہم والغلط والنسیان ، وہومما
. ،،یخلوا عنہ انسان ، وقالوا : إن المحدثین أنفسہم قدردوا کثیرا من أحادیث الثقاۃ بناء علی ذلک

قال الجزائري : ''ولایدخل فی ہذہ الفرقۃ أناس ردوا بعض الأحادیث الصحیحۃ الإسناد ، لشبہۃ قویۃ عرضت لہم ، أوجبت شکہم فی صحتہا ، إن کانت مما لایدخل فیہ النسخ أوفی بقاء حکمہا ، إن کانت ممایدخل فیہ ، فقدوقع التوقف فی الأخذ بأحادیث
. صحیحۃ الإسناد ، فقدوقع ذلک لأناس من العلماء الأعلام المعروفین بنشر السنن ، بل وقع لأناس من کبار الصحابۃ ،، . ثم ذکر الجزائري مثالا لذلک ، من أحب الوقوف علیہ ، رجع الی توجیہ النظر ص : 76

الفرقۃ الثالثۃ : فرقۃ جعلت جلّ ہمہما البحث عما صح من الحدیث لتأخذبہ ، فأعطت المسألۃ حقہا من النظر ، فبحثت فی الإسناد والمتن معاً ، بحث مؤثر للحق ، فلم تنسب إلی الرواۃ الوہم والخطاء نحوذلک ، لمجرد کون المتن یدل علی خلاف رأي لہا ، ''
بنی علی مجرد الظن ، ولم تعتقد فیہم أنہم معصومون عن الخطأ والنسیان ، وہذہ الفرقۃ ثبت عندہا صحۃ کثیر من الأحادیث ، التی ردتہا الفرقۃ الثانیۃ ، وہی المفرطۃ فیہ ، وہذہ الفرقۃ ہی أوسط الفرق وأمثلہا وأقربہا للإمتثال ، وہی أقل الفرق عدداً ،
. ،،ومقتفی أثرہا من أرید بہ الرشد

توجیہ النظر الی أصول الأثر لطاہر بن صالح الجزائري ص : 174 الی 182 الطبعۃ الاولی 1328ھ/1910ء م

کثرت مشاغل کے باعث ''نتائج التقلید ،، بالاستعیاب نہیں پڑھ سکا ۔ تاہم اس کے اکثر مقامات نظر سے گزرگئے ہیں ۔ ماشاء اللہ کتاب نہایت محنت سے لکھی گئی ہے اور موضوع اور مقصد کے لحاظ سے بالکل اچھوتی اور بے نظیر ، اوراس لائق ہے کہ ہمارے وہ حضرات جودیوبندی صاحبان سے کسی قسم کا حسن ظن رکھتے ہیں اوران پر اعتماد کرتے ہیں ، خصوصیت کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں ۔

دیوبندی مسلک سے وابستہ سب ہی حضرات اہل سنت اور اہل حدیث سے النقباض اور بغض ونفرت رکھنے میں مشترک ہیں مولانا تھانوی صاحب کا خواب اوراس کی تعبیر ، اور کتب احادیث کے تحشیہ وطباعت میں دیوبندی علماء کا کتر بیونت اور مخالف مذہب احادیث کا آپریشن کرناں مسلک اہل حدیث سے دشمنی رکھنے کا ہی تیجہ ہے ۔ اسی طرح اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت وانقباض اور اہل حدیث طلبہ کواپنے مدارسس میں برداشت نہ کرنا ، اہل حدیث سے بعض رکھنے کا ہی کرشمہ ہے ۔

جن دیوبندی صاحبان نے اپنی تحریروں میں علماء اہل حدیث کے شان میں گستاخانہ کلمات لکھے ہیں اوران کا استخفاف کیا ہے ۔ یہ ان کی وقاحت وسوقیت کی کھلی دلیل ہے ، ان کے مدرسین کا تقریبا یہ معمول ہوگیا ہے کہ درس کے وقت کاکچھ حصہ علماء اہل حدیث کی تحقیر اور تجہیل وتسفیہ میں اوراپنے طلبہ کوان کی طرف سے بدظن ومتنفر کرنے کےلیے بیہودہ ، من گھڑت قصوں اوراپنے مولویوں کی علمیت وکراہت کی جھوٹی بے سروپا داستانوں کے بیان میں ضرورصرف کرتے ہیں ، اور موقع بے موقع ائمہ محدثین اورکبت حدیث بالخصوص صحیح بخاری کے استخفاف اورامام بخاری پرر کیک حملے اور طعن وتشنیع کرنے سے نہیں چوکتے ، اور مقابلہ میں حنفی علماء وفقہاء کی جلالت اورفقہ وکتب فقہ کی عظمت مزہ لے لے بیان کرتے ہیں ۔

ابن ہمام نے ''تحریر ،، اور ''فتح القدیر ،، میں صحیحین کے مرتبہ کے متعلق اورزاہد کوثری مصری اپنی تصنیفات وحواشی میں محدثین اورائمہ جرح وتعدیل کے خلاف جوکچھ لکھا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ۔

مولانا مودودی صاحب نے ''مسلک اعتدال ،، وغیرہ میں کتب حدیث اورائمہ حدیث وفقہ کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ درحقیقت ابن ہمام وغیرہ کے انہیں رجحانات کی ترجمانی ہے ۔ مودودی صاحب کی تقریر کواپنے مخصوص طرز وانداز میں بیان کردیا ہے اور بس ۔

اللہ تعالی ہمارے اصحاب کے دلوں میں اس کتاب کے مطالعہ واشاعت کا شوق وجذبہ پیدا فرمائے اور دیوبندی مولوی صاحبان کے مکائد سمجھنے اوران سے ہوشیار رہنے کو توفیق بخشے اور آپ کی اس خالص دنی خدمت کو قبول فرمائے ((آمین

(عبیداللہ رحمانی مبارکپوری 33 ذولقعدہ 1376ھ (نتائج التقلید بحوالہ الفلاح بھیکم پور گونڈہ علامہ عبیداللہ رحمانی نمبرج : 3 ش 4 : 11 12، 1 2، جون تا ستمبر 1994ء 1415ھ

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 89

محدث فتویٰ